بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوت

اور بے شک ہم نے ہر امت میں رسول بھیجے کہ اللہ کی عبادت کرو

اور طاغوت سے بچو۔(النحل : ٣٦)




ابوعبداللّٰہ الرحمن السلفی

انٹرنیٹ ایڈیشن: مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

ادارہ بیت الحمد

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ

یقیناً اللہ تعالیٰ نے علماء سے یہ عہد اور میثاق کر رکھا ہے کہ وہ لوگوں کے لئے اس دین اور شریعت کو واضح کرتے رہیں جو انکی خاطر نازل کی گئی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

**وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَاتَکْتُمُوْنَہٗ......**

(آل عمران : ۱۸۷)

''اور جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جن کو کتاب عنایت کی گئی تھی اقرار لیا کہ اس میں جو کچھ لکھا ہے اسے صاف صاف بیان کرتے رہنا اور اس کی بات کو نہ چھپانا'' اور وہ لوگ اللہ نے ملعون ٹھہرائے ہیں جو حق کو چھپالیں۔ فرمایا:

**اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنَاتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنَّاہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُونَ** (البقرۃ: ۱۵۹)

بے شک جو لوگ ہمارے حکموں اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں (کسی غرض فاسد سے) چھپاتے ہیں جبکہ ہم نے انہیں لوگوں (کو سمجھانے) کیلئے اپنی کتاب میں کھول کھول کر بیان کر دیا ہے سوایسوں پر اللہ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ (البقرۃ : ۱۵۹)

فرمان باری تعالیٰ ہے:

**وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ** (النحل: ۳۶)

اور بے شک ہم نے ہر امت میں رسول بھیجے کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں (جن وانس) پر طاغوت کا انکار و کفر اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے۔

## طاغوت کیا ہے؟

طاغوت ہر وہ چیز ہے۔ جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے اور وہ اپنی عبادت کیے جانے یا کروائے جانے

پر راضی ہو۔

طاغوت خدائی کے جھوٹے دعویدار کو کہتے ہیں ۔انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلاتے تھے اور وہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کے سب سے بڑے دشمن تھے اس لئے وہ طاغوت نہیں ہیں چاہے لوگ ان کی بندگی کریں۔

**امام مالکؒ فرماتے ہیں:** ''ہر وہ چیز جس کی اللہ تعالیٰ کی سوا عبادت کی جائے ''**طاغوت**'' کہلاتی ہے۔''

(هداية المستفيد: 1222)

## امام ابن قیمؒ ''طاغوت'' کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

''ہر وہ ہستی یا شخصیت طاغوت ہے جس کی وجہ سے بندہ اپنی حدِ بندگی سے تجاوز کر جاتا ہے چاہے وہ معبود ہو، یا پیشوا، یا واجب اطاعت، چنانچہ ہر قوم کا طاغوت وہ شخص ہوتا ہے جس سے وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر فیصلہ کراتے ہوں، یا اللہ کو چھوڑ کے اس کی عبادت کرتے ہوں، یا الٰہی بصیرت کے بغیر اس کے پیچھے چلتے ہوں، یا ایسے امور میں اس کی اطاعت کرتے ہوں جن کے بارے میں انہیں علم ہے کہ یہ اللہ کی اطاعت نہیں۔'' (هداية المستفيد: 1219)

**شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ فرماتے ہیں:** ''ہر وہ شخص جسکی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہو، اور وہ اپنی اس عبادت پر راضی ہو، چاہے وہ معبود بن کے ہو، پیشوا بن کے، یا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے بے نیاز، واجب اطاعت بن کے ہو' طاغوت ہوتا ہے'' (الجامع الفريد: ٢٦٥)

''طاغوت تو بے شمار ہیں مگر ان کے سَر کردہ وسَر بَرآوردہ پانچ ہیں:''

﴿۱﴾ ابلیس لعین۔

﴿۲﴾ ایسا شخص جس کی عبادت کی جائے اور وہ اس فعل پر رضامند ہو۔

﴿۳﴾ جو شخص لوگوں کو اپنی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہو اگرچہ اس کی عبادت نہ بھی ہوتی ہو

﴿۴﴾ جو شخص علم غیب جاننے کا دعویٰ کرتا ہو۔

﴿۵﴾ جو شخص اللہ کی نازل کی ہوئی شریعت کے خلاف فیصلہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ایک بندے کے تین درجے ہیں۔

**پہلا درجہ یہ ہے:** کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی کو حق سمجھے مگر اس کے احکام کی خلاف ورزی کرے تو یہ فسق اور وہ گناہ گار ہوگا۔

**دوسرا درجہ یہ ہے:** کہ وہ اللہ کی فرمانبرداری سے منحرف ہوکر یا تو خود مختار بن جائے یا کسی اور کی بندگی کرنے لگے۔ یہ شرک وکفر ہے۔

**تیسرا درجہ یہ ہے:** کہ وہ اللہ سے بغاوت کرے اور اس کی مخلوق پر خود اپنا حکم چلائے۔ جو شخص اس مرتبے پر پہنچ جائے وہ طاغوت ہے۔اور کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ طاغوت کا منکر نہ ہو۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

**فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَیُؤْمِنْ م بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا**

''پس جو کوئی طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے اس نے ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں'' (البقرۃ : ۲۵۶)

شیطان سب سے بڑا طاغوت ہے۔ جو غیر اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہے۔

**اَلَمْ اَعْھَدْ اِلَیْکُمْ یَا بَنِیْ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُ وا الشَّیْطٰنَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ** (یٰسین: ۶۰)

''اے اولاد آدمؑ کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا' وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے''

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان کی اطاعت شیطان کی عبادت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللہ ) کا اقرار کرے اور اللہ کے سوا جن جن کی عبادت کی جاتی ہے اُن کا انکار کرے۔ اُس کا مال وخون مسلمانوں پر حرام ہوگیا اور اس کے دل کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ **(مسلم کتاب الایمان ج ۱ : ص ۷۳)**

غور فرمایئے ! کہ صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینے سے مال وجان حرام اور محفوظ نہیں ہوسکتی بلکہ مسلمانوں کی تلوار سے جان ومال اس وقت حرام ہوگی جب ان معبودوں کا انکار کر دیا جائے جن کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے۔

مگر آج اللہ کو چھوڑ کر جن جن کی عبادت ہورہی ہے اکثر لوگ اُن کی تردید نہیں کرتے جبکہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن جن کی عبادت کی جاتی ہے اُن کا انکار کرو۔

وہ جابر اور ظالم حکمران جو فیصلے کے لیے کتاب وسنت کا پابند نہ ہو بلکہ انسانوں پر انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین نافذ کرے وہ یقیناً طاغوت ہے۔ ایسے حکمران کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰئِکَ هُمُ الْکَافِرُوْنَ (المائدۃ : ۴۴)

''اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ ہی کافر ہیں''۔

**شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:** ''جب کچھ دین اللہ کا اور کچھ غیر اللہ کا چل رہا ہو تو ایسا کرنے والوں کے ساتھ قتال کرنا واجب ہے جب تک کہ صرف اللہ کا دین نافذ نہ ہو جائے''

(مجموع الفتاوی 28/ 469 )

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ایمان کی نفی کی ہے جو اپنے فیصلے طاغوت کی عدالتوں میں لے جاتے ہیں:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِهٖ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا (النساء : ۶۰)

''کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو کچھ آپ پر اور آپ سے پہلے نازل ہوا ہے اُس پر ایمان رکھتے ہیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ (اپنا مقدمہ) طاغوت کے پاس لے جا کر فیصلہ کرائیں حالانکہ ان کو اس سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور شیطان ان کو دور کی گمراہی میں ڈالنا چاہتا ہے''

**سید ابوالاعلیٰ مودودی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:** یہاں صریح طور پر طاغوت سے مراد وہ حکام ہیں جو قانونِ الٰہی کے سوا کسی دوسرے قانون کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔ اور وہ نظام عدالت ہے جو نہ اللہ کے اقتدار اعلیٰ کا مطیع ہو اور نہ کتاب اللہ کو آخری سند مانتا ہو۔ لہٰذا یہ آیت اس معنی میں بالکل صاف ہے کہ جو عدالت طاغوت کی حیثیت رکھتی ہو اُس کے پاس اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے جانا ایمان کے منافی ہے اور اللہ اور اُس کی کتاب پر ایمان کا لازمی تقاضہ ہے کہ آدمی ایسی عدالت کو جائز عدالت تسلیم کرنے سے انکار کردے۔ قرآن کی رُو سے اللہ پر ایمان اور طاغوت سے کفر دونوں لازم وملزوم ہیں اور اللہ اور طاغوت

دونوں کے آگے جھکنا عین منافقت (بلکہ کفر) ہے۔(تفھیم القرآن : ص :۳۶۷)

آپ غور فرمایئے جو حکمران اُن قوانین کو ملک کے عوام پر نافذ کرتے ہیں جو انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں ،چاہے وہ مارشل لاء ہو، یا اسمبلی کا پاس کردہ قانون' یا کسی ایک شخص کا بنایا ہوا' وہ سب طواغیت ہیں۔اور جو شخص طاغوت سے فیصلہ کروانا چاہتا ہے ﴿یزعمون﴾ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے ان قوانین پر چلنے والوں کے دعویٰ ایمانی کو جھٹلا دیا کہ یہ ایمان دار بنتے ہیں لیکن یہ طرز عمل اور ایمان ایک بندے کے دل میں جمع نہیں ہوسکتے کہ اللہ اور آسمانی شریعت پر ایمان رکھنے کا دعویٰ بھی کریں اور اپنے معاملے کے تصفیے کے لیے طاغوت سے رجوع کریں۔شیطان نے ان کو گمراہ کردیا ہے۔﴿ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوا بِهٖ ﴾ ''جبکہ اُن کو اس سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے'' فرما کر ہر مسلم پر لازم کردیا کہ وہ طاغوت سے دشمنی کرے۔ یہ طاغوت چاہے دیہاتوں میں قبیلوں کے سرداروں کی پنچایت ،ثالثی کمیٹی یا جرگہ کی صورت میں ہوں جو کتاب وسنت کی بجائے رسم ورواج کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں یا وہ عدالتیں ہوں جو اسلامی مما لک میں ہی موجود ہیں۔ یہ عدالتیں اسمبلی کے بنائے ہوئے آئین کے مطابق کتاب وسنت سے آزاد ہوکر لوگوں میں فیصلہ کرتی ہیں جن پر پولیس اور فوج زبردستی عمل درآمد کرواتی ہے۔اس سے بڑھ کر اور کفر کیا ہوسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اعلان کیا ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُم بِمَآ اَنزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ.......هُمُ الظّٰلِمُونَ........هُمُ الْفَاسِقُونَ (المائدة : ۴۴تا۴۷)

''اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہی کافر ہیں.....وہ ظالم ہیں......وہ فاسق ہیں''

اللہ ایسے لوگوں کو کافر کہے اور وہ کافر نہ ہوں! ہرگز نہیں، یہ لوگ پکے کافر ہیں۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں طاؤس رحمہ اللہ وغیرہ سے جو روایت آئی ہے وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ کے نازل کردہ احکام کے علاوہ کسی اور چیز سے فیصلہ کرنے والا کافر ہے۔(رسالہ تحکیم القوانین)

جب صحابہؓ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے کلمہ کا اعتبار نہ کیا اور ان کو قتل کیا تو بشری قوانین کے مطابق فیصلہ کرنے والے بھی مذکورہ آیت کی رو سے یقیناً کافر ہیں، چاہے وہ کلمہ پڑھتے ہوں۔

## شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں:

’’پس جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اس طرح کرتا ہے کہ وہ کتاب وسنت کے علاوہ کسی اور جگہ سے فیصلہ کراتا ہے یا اپنی خواہشات کی تکمیل میں مگن ہے تو گویا اس نے عملاً ایمان اور اسلام کی رسی کو گردن سے اتار پھینکا۔ اس کے بعد خواہ وہ کتنا ہی ایمان کا دعویٰ کرے بے کار ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ’’طاغوت کا انکار کرنا‘‘ توحید کا سب سے بڑا رکن ہے ۔جب تک کسی شخص میں یہ رُکن نہ ہوگا وہ موحد نہیں کہلا سکتا‘‘۔( هداية المستفيد: 1223)

**شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:** یہ بات سب کو معلوم ہونی چاہیئے کہ ایمان کے لئے زبان سے اقرار لازم ہے، صرف دلی طور پر تصدیق کافی نہیں ہے۔ اقرار دل کی تصدیق کے تحت ہے اور دل کا عمل اطاعت اور جھکاؤ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق کرنا ہے اور جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیئے ہیں ان کو ماننا جس طرح کہ اللہ کے اقرار کا معنی ہے: اس کی ذات کا اعتراف اور اس کی عبادت کرنا۔ کفر کا مطلب ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننا چاہے وہ جھٹلا رہا ہو یا تکبر کی وجہ سے یا انکار اور اعراض کی وجہ سے ہو، یہ کفر ہے۔ جس کے دل میں تصدیق اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھکاؤ و اطاعت نہ ہو وہ کافر ہے‘‘۔(مجموع الفتاوی 7 /-639 -638)

آج کے دور کا سب سے بڑا طاغوت، انسان کے انسان پر اُس کے بنائے ہوئے قوانین کی حکمرانی کی شکل میں تمام عالم پر چھایا ہوا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو کفر کرنے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ جس طرح خالق ،اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اسی طرح آمر (حکم دینے اور قوانین مقرر کرنے والی ذات) بھی صرف وہی ہے اور اُس کے امر (حکم) کی اطاعت واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ ذیشان ہے:

﴿لَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا﴾ (سورۃ الکھف آیت: ۲۶)

’’اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔‘‘

**علامہ شنقیطیؒ فرماتے ہیں:** ’’اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی شخص اللہ کے حکم میں کسی بھی قسم کے احکام کی آمیزش نہ کرے، حکم صرف اور صرف اللہ ہی کا تسلیم کرے۔ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو بھی حکم، جو

فیصلہ اللہ نے کر دیا ہے اسے بغیر کسی ملاوٹ کے تسلیم کرنا ہے۔ اللہ کے فیصلوں میں سب سے پہلا فیصلہ ہے اس کے بنائے اور نازل کئے ہوئے قوانین۔ جو لوگ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی اتباع کرتے ہیں، جو دراصل شیطانی قوانین ہیں جو اس نے اپنے متبعین کے ذریعہ بنوائے ہیں یہ سراسر اللہ کی شریعت کے مخالف ہیں ان کی تابعداری کرنے والے بلا شک وشبہ کافر ہیں، اللہ نے ان کی بصارت وبصیرت چھین لی ہے۔ یہ لوگ وحی الٰہی کے نور سے مکمل طور پر محروم ہیں۔ (اضواء البیان ص:4/82-83)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلَا لَهُ الخلق و الامر (الاعراف : ۵۴)

''خبردار رہو! سب مخلوق اسی کی ہے اور (لہٰذا سب) حکم بھی اُسی کا ہے''

اِنِ الحُکُمُ اِلَّا لِلّٰهِ (یوسف : ۴۰)

''حکم وقانون (چلانا) صرف اللہ کا حق ہے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الحُکمُ وَاِلیهِ الحُکمُ (ابی داؤد)

''اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور فیصلہ بھی اسی کا ہے۔''

طاغوت سے دشمنی وبغاوت کوئی نفلی عبادت نہیں ہے جس کا کر لینا صرف بلندی درجات کا سبب ہو۔ بلکہ طاغوت اللہ کے دین کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس دشمن سے بغض وحقارت کا اظہار ایمان کا حصہ، نجات کا سبب اور انبیاء علیہم السلام کا بنیادی مشن ہے۔

**شیخ عبدالعزیز بن بازؒ فرماتے ہیں کہ:** '' آدمی کا ایمان صرف اسی صورت میں مکمل ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ چھوٹے بڑے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہو۔ اور زندگی کے ہر معاملے میں خواہ اس کا تعلق جان سے ہو یا مال سے یا عزت وآبرو سے' فیصلے کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کی شریعت (قانون) کی طرف رجوع کرے۔ ورنہ وہ اللہ کا نہیں غیر اللہ کا پجاری ہوگا۔

اور قرآن سے اس کی دلیل یہ ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

اور بے شک ہم نے ہر امت میں رسول بھیجے کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔ (النحل:۳۶)

جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سامنے سرِ اطاعت جھکا دے (یعنی سرِ تسلیم خم کر دے) اور اس کی وحی سے اپنے

مقدمات کا فیصلہ کرائے تو وہ اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار ہے۔اور جو شخص غیر اللہ کے سامنے سرِ اطاعت جھکائے اور غیر شریعت (غیر اللہ کے قانون ) سے فیصلہ کرائے تو اس نے بتوں کی عبادت کی اور ان کی اطاعت وبندگی اختیار کی۔ (مقالات وفتاویٰ شیخ ابن بازؒ صفحہ : ۱۰۹ )

**شیخ محمد الصالح العثیمینؒ کہتے ہیں:** جس نے اللہ کی شریعت کو حقیر و معمولی سمجھ کر اس کے مطابق حکومت نہیں چلائی یا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ دوسرے نظریات وقوانین اسلام کی بنسبت زیادہ مفید اور موجودہ دور کے موافق ہیں تو ایسا شخص کافر ہے دین اسلام سے خارج ہے ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو خلاف اسلام قوانین بناتے ہیں اور لوگوں کو ان پر عمل کی تاکید کرتے ہیں یہ لوگ شریعت کو چھوڑ کر خود اس لئے قوانین بناتے ہیں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ یہ شریعت سے زیادہ مفید اور حالات کے لئے موزوں ہیں یہ ہم اس بنیاد پر کہہ رہے ہیں کہ انسانی فطرت یہ ہے کہ وہ ایک طریقہ چھوڑ کر دوسرا طریقہ تب اپناتا ہے جب وہ اسے پہلے والے سے بہتر نظر آتا ہو یا پہلے والے میں کوئی نقص یا سقم نظر آیا ہو۔ (المجموع الثمین ص 61/1)

اَفَحُکْمَ الجَاھِلِیَّۃِ یَبْغُونَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ حُکمًا لِّقَومٍ یُّوقِنُونَ

’’(اگر یہ اللہ کے قانون سے منہ موڑتے ہیں) تو کیا پھر یہ جہالت کے حکم اور فیصلے کے خواہش مند ہیں ؟اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے۔!!(المائدۃ: ۵۰)

**حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:** اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مذمت کر رہا ہے جو اس کے ایسے احکام کو چھوڑ رہے ہیں جن میں ہر قسم کا خیر ہے۔ ہر قسم کے شر سے روکنے والے ہیں، ایسے احکام کو چھوڑ کر لوگوں کی خواہشات، ان کی آراء اور خود ساختہ اصطلاحات کی طرف جاتے ہیں جس طرح دورِ جاہلیت کے لوگ اسی طرح کے جاہلانہ اور گمراہ کن احکامات کو نافذ کرتے تھے جو انہوں نے اپنی خواہشات اور آراء سے بنائے ہوئے ہوتے تھے اور جس طرح کے فیصلے اور احکامات تاتاری کرتے تھے جو انہوں نے اپنے بادشاہ چنگیز خان سے لئے تھے۔ چنگیز خان نے تاتاریوں کے لئے یاسق وضع کیا تھا۔ یاسق اس مجموعہ قوانین کا نام ہے جو چنگیز خان نے مختلف مذاہب، یہودیت، نصرانیت اور اسلام وغیرہ سے لے کر مرتب کیا تھا۔ اس میں بہت سے ایسے احکام بھی تھے جو کسی مذہب سے ماخوذ نہیں تھے وہ محض چنگیز خان کی خواہشات

اوراس کی صوابدید پرمبنی تھے۔ یہ کتاب بعد میں قابل اتباع قرار پائی اور وہ اس کتاب کواللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر بھی مقدم رکھتے تھے۔ان میں سے جس جس نے بھی ایسا کیا ہے وہ کافر ہے، واجب القتل ہے جب تک کہ توبہ کرکے اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی طرف نہ آئے اور ہرقسم کا چھوٹا بڑا فیصلہ اللہ کی کتاب اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نہ کرے''۔

(تفسیر ابنِ کثیرؒ :صفحہ ۷۷۲)

**شیخ حامد الفقیؒ ابن کثیرؒ کے اس قول پرتبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں** ''ان تاتاریوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر وہ لوگ ہیں جوانگریزوں کے قوانین اپناتے ہیں اوراپنے مالی،فوجداری اورعائلی معاملات کے فیصلے ان کے مطابق کرتے ہیں اوران انگریزی قوانین کواللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پرمقدم رکھتے ہیں۔ایسے لوگ بغیرکسی شک وشبہ کے مرتداور کافر ہیں جب تک وہ اس روش پر برقرار ہیں اوراللہ کے حکم کی طرف رجوع نہیں کرتے۔وہ اپنا نام کچھ بھی کیوں نہ رکھ لیں،انہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور وہ اسلام کے ظاہری اعمال میں سے جتنے چاہیں عمل کرلیں، وہ سب کے سب بیکار ہیں جیسے نماز،روزہ اورحج وعمرہ وغیرہ''۔(فتح المجید ص 838)

اسی طرح اسمبلی کو یہ حق دینے والے بھی مشرک ہیں کہ وہ سیاسی' معاشی' دیوانی اوربین الاقوامی قانون کے بنانے میں کتاب وسنت کے پابندنہیں۔ان کی اکثریت جوقانون بناتی ہے۔اس کی اطاعت لازم قرار دینے والے دراصل اس کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ اللہ کے قانون پر چلنا اللہ کی عبادت ہےاور غیراللہ کے قانون پر چلنا غیراللہ کی عبادت ہے۔

**عظیم محدث اسحاق بن راہویہؒ کہتے ہیں:** اس بات پرعلماء کااجماع ہے کہ جس نے اللہ کو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوگالی دی یااللہ کے نازل کردہ دین میں سے کسی حکم کورد کردیایاکسی نبی کوقتل کیاہوگااگرچہ وہ اللہ کی شریعت کااقراربھی کررہاہوپھربھی وہ کافر ہے۔ (التمہید لابن عبدالبر 226/4)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے حلال کوحرام اورحرام کوحلال قرار دینے والے کوکافرقرار دیاہے مگراس سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ کام زبانی کرے اگرعملاً بھی ایسا کیاتو تب بھی کفر ہوگا بلکہ زبانی سے زیادہ عملی طور پر حلال

کوحرام یا حرام کوحلال قرار دینا شدید کفر ہے جیسا کہ الصارم المسلول میں فرماتے ہیں جس نے (عملاً) حرام کوحلال قرار دیا وہ بالاتفاق کافر ہے اس کا قرآن پر ایمان ہی نہیں ورنہ اس کے حرام کوحلال یا حلال کوحرام کیوں قرار دیتا؟ کسی حرام کوحلال قرار دینے کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا شخص یا تو یہ سمجھتا ہے کہ اس چیز کو اللہ نے حرام قرار نہیں دیا اگر ایسی بات ہے تو اس شخص کا ربوبیت پر ایمان ناقص ہے اور رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی لہٰذا یہ تو شریعت کا خالص انکار ہے اور اگر وہ اس بات کا عقیدہ تو رکھتا ہے کہ یہ چیز اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دی مگر اسکے باوجود وہ اس حرام کو حلال سمجھتا ہے تو پہلے والے سے بھی شدید کافر ہوگا۔ یا اس شخص کا خیال ہوتا ہے کہ اللہ کی حرام کردہ کو حلال یا حلال کردہ کو حرام کرنے سے اللہ سزا نہیں دے گا۔ اگر یہ خیال ہے تو پھر اس شخص نے رب کو پہچانا نہیں۔ اگر سب سمجھتا ہے پھر بھی ایسا عمل کرتا ہے تو یا اپنی خواہشات کی اتباع کر رہا ہے یا شرعی احکام سے نفرت کی بنا پر اگر ایسا ہے تو اسکا کفر مکمل طور پر واضح ہے ایسے لوگوں کے کفر پر قرآنی دلائل بیشمار ہیں۔ (الصارم المسلول 499)

**شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:** ''اگر حاکم دیندار ہے لیکن عدم علم کی بنیاد پر فیصلہ صادر کرتا ہے تو وہ جہنمی ہے اور اگر وہ شریعت سے واقف ہے لیکن اس معلوم شدہ حق کے خلاف فیصلہ کرتا ہے تو بھی وہ جہنمی ہے۔ اور اگر بلا علم وعدل فیصلہ دیتا ہے تو وہ جہنم کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔''

**شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:** اس میں کوئی شک نہیں کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ شریعت کے مطابق فیصلہ اور اس کی پیروی واجب نہیں وہ کافر ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص لوگوں کے معاملات میں شریعت سے ہٹ کر ایسے قانون کے مطابق فیصلہ دیتا ہے جسے وہ عادلانہ قانون سمجھتا ہے تو وہ بھی کافر ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہر مذہب وملت عموماً منصفانہ فیصلہ کا حکم دیتی ہے۔ کبھی یہ عدل وانصاف کسی دین میں موجود ہوتا ہے اور اُس دین کے اکابر اُسی کا حکم دیتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسلام کی طرف انتساب کرنے والے مسلمان اپنی عادات کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں یعنی اپنے آباواجداد کے فیصلوں کو دیکھ کر ویسا ہی ویسا کر دیتے ہیں، اس طرح کہ امرائے سلطنت کا عام اعتقاد ہوتا ہے کہ عوام کے جذبات کا خیال رکھ کر ہی فیصلہ کرنا چاہیے تاکہ لوگ ان سے متنفر نہ ہوں، یہ بھی سراسر کفر ہے۔ بہت سے لوگ اپنا انتساب اسلام کی طرف کرتے ہیں لیکن کتاب وسنت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے بلکہ فیصلہ کے وقت لوگوں یا اپنے

آباءواَجداد کی رَوِش کو دیکھتے ہیں، انہیں اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا واجب ہے لیکن پھر بھی وہ شریعت کے برخلاف فیصلہ کو اپنے لیے جائز سمجھ لیتے ہیں، ایسے لوگ بھی کافر ہیں۔''

(مجموع الفتاویٰ)

بعض لوگ قصہٗ یوسف علیہ السلام سے یہ بات نکالتے ہیں کہ طاغوت کی حکومت میں ایک مسلمان کا اسمبلی ممبر بننا یا وزیر بننا جائز ہے۔ اس بات میں تو کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہیں کہ جو حاکم' شریعت سے بے پرواہ ہو کر کسی اور قانون و دستور کی حکمرانی مقرر کرے وہ طاغوت ہے اور اس کے بنائے ہوئے قانون کا انکار ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے لیے بھی شرطِ ایمان ہے۔ جب حقیقت حال یہ ہے تو کیا ایک کریم ابنِ کریم ہستی یوسف علیہ السلام کے بارے میں ایسا سوچنا بھی جائز ہو گا کہ وہ طاغوتی دستور و نظام کے نفاذ میں ایک واسطہ ہوں؟ معاذ اللہ! یہ تو صریح ظلم و زیادتی ہے۔ تفصیلات کچھ بھی ہوں یقیناً نبی کی حیثیت سے طاغوت کے سب سے بڑھ کر انکار کرنے والے اور اللہ کے حکم کے سب سے زیادہ فرمانبردار اور اس کے قانون کو قائم کرنے والے تھے۔ لہٰذا اُن لوگوں کے لئے جو آج کی طاغوتی حکومتوں کی چاکری میں مصروف ہیں اور ان کے بنائے ہوئے دستور و قوانین کی حلف برداریاں کرتے پھرتے ہیں اور اکثریت کی حاکمیت و اختیار کو تسلیم کرتے ہیں' برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قصے میں ہرگز کوئی گنجائش موجود نہیں۔ وہ تو اپنی تقاریر و مواعظ میں لوگوں کو ڈنکے کی چوٹ پر یہ کہتے تھے:

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ''حاکمیت کا حق صرف اللہ کے لیے ہے۔''(یوسف :٦٧)

اِسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کی زندگیاں وقت کے طاغوتوں کے خدائی دعووں اور اِن طاغوتوں کے رائج نظاموں کے خلاف آواز اُٹھانے اور اللہ کے قانون' اللہ کے نظام کو نافذ کرنے میں گزریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا:

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى وَ قُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى

''فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے اور اس سے کہو کہ کیا تو پاکیزگی اختیار کرنے پر تیار ہے؟۔

(النازعات :١٧-١٨)

وہ اپنے آپ کو ربّ کہتا اور کہلواتا تھا (یعنی وہ طاغوت بن گیا تھا) اور اپنے طاغوتی نظام پر لوگوں کو زبردستی چلواتا تھا۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام نے اس کے رب ہونے کا انکار کیا اور کروایا اور اس کے طاغوتی نظام کو ختم کر کے اللہ کا

نظام لوگوں پر نافذ کیا۔ یہی ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کا مقصد و منہج رہا ہے کہ طاغوت سے کفر کریں اور طاغوتی نظاموں کو ختم کر کے ایک اللہ کا قانون و نظام اُس کے بندوں پر نافذ کریں۔

مگر آج کے نام نہاد اسلامی ممالک میں رائج جمہوری نظام سلطنت میں اسمبلی کے ممبران کو شریعت کے احکامات کے نفاذ یا عدم نفاذ پر بحث و فیصلے کا اختیار ہوتا ہے۔ ایسی گستاخی اور جسارت تو فرعون جیسے طاغوت نے بھی نہ کی تھی کہ شریعت کو اللہ کی طرف سے تسلیم کر کے بھی اس پر بحث کرتا کہ اِس کو انسانوں پر نافذ کروں یا نہ کروں۔ آسمان سے نازل شدہ شریعت کو منظور نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا جاتا ہے۔ بلکہ اسلام میں داخل ہی اُس وقت ہوا جاتا ہے جب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حُکم کے سامنے پارلیمنٹ سمیت تمام مخلوقات کے ہر قسم کے اختیار کی واضح ترین نفی کر دی جائے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ

''کسی مومن مرد یا عورت کے لائق ہی نہیں کہ اللہ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات کا فیصلہ فرمادیں پھر اُن کے لیے کسی اختیار کی گنجائش باقی رہ جائے۔'' (الاحزاب:۳۶)

**شیخ عبداللہ عزامؒ فرماتے ہیں:** جس نے بھی اللہ کی شریعت سے اپنے فیصلے کرانا چھوڑ دیا، یا کسی بھی قانون کو اللہ کی شریعت پر ترجیح دیدی یا اللہ کی شریعت کے ساتھ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کو ملا دیا، برابر کر دیا تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا اس نے دین کا طوق اپنے گلے سے اتار دیا اور اپنے لئے یہ راستہ چن لیا کہ وہ کافر ہو کر اسلام سے خارج ہو جائے۔

(العقیدہ و أثرھا فی بناء الجیل للشیخ عبداللہ عزامؒ ص 611)

یہ معلوم ہو جانا ضروری ہے کہ ایک غیر شرعی نظام کے حوالے سے چار قسم کے افراد کُفر میں مبتلا ہوتے ہیں۔

(۱) وہ، جو غیر شرعی قانون بنائے یا بنانے کا اختیار رکھے۔ جیسے اراکین اسمبلی وغیرہ۔

(۲) وہ، جو غیر شرعی قانون سے فیصلہ کرے، جیسے مجسٹریٹ، جج وغیرہ۔

(۳) وہ جو غیر شرعی قانون کو بزور نافذ کرے، جیسے پولیس، فوج وغیرہ۔

(۴) وہ جو غیر شرعی عدالت سے فیصلہ کرائے، یا اُس کے افعال پر راضی ہو۔

پہلی دو اقسام ہی طاغوت ہیں۔

جبکہ دوسری دو اقسام طاغوت کے ساتھیوں اور پُجاریوں کے زمرے میں آتی ہیں۔

**علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:** خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسے حکمران جن سے کفریہ افعال کا ظہور ہو ہر مسلم پر فرض ہو جاتا ہے کہ اس بارے میں اپنی ذمہ داری نبھانے کیلئے اٹھ کھڑا ہو جس میں طاقت وقوت ہوگی اسے ثواب ملے گا جو طاقت کے باوجود سستی کریگا اسے گناہ ملے گا اور جس کی طاقت نہ ہو اسے چاہیئے کہ ایسے ملک سے ہجرت کر لے اس پر اجماع ہے۔(فتح الباری. 123/13)

**صحیحین میں عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں۔**

''ہم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر بیعت لی کہ ہم سنیں گے اطاعت کریں گے چاہے سخت حالات ہوں یا سازگار خوشی ہو یا غمی، ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے (ہم محروم کئے جائیں) پھر بھی اور ہم اہل حکومت سے اختیارات واپس نہ لیں سوائے اس صورت کے کہ ان سے ایسا واضح کفر سرزد ہو جائے جس کے کفر ہونے پر اللہ کے دین میں صریح دلیل موجود ہو۔'' (بخاری مسلم کے علاوہ احمد بیہقی وغیرہ نے بھی اس کو مختلف ابواب وعنوانات کے تحت روایت کیا ہے)۔

**ابن ابطالؒ کہتے ہیں:** فقہاء نے ایسے حکمران کی اطاعت پر اجماع کیا ہے جس کی برائیاں اچھائیوں سے زیادہ ہوں اس کے ساتھ مل کر جہاد کرنے پر بھی اجماع ہے اس کی اطاعت اس کے خلاف بغاوت سے اس لئے بہتر ہے کہ بغاوت میں لوگوں کا خون بہے گا اس کی دلیل یہ مذکورہ حدیث اور اس جیسی دیگر روایات ہیں البتہ وہ حکمران اس سے مستثنٰی ہیں جو ایسے کفریہ کام کریں جن کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو یعنی صریح کفر کریں تو انکی اطاعت جائز نہیں ہے بلکہ طاقت وقدرت ہو تو اس کے خلاف جہاد کرنا چاہیئے۔

(فتح الباری ص 8/13)

**شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:** مسلمانوں کے علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے جب کوئی گروہ (حکمرانوں کا) اسلام کے ظاہری اور متواتر چلے آنیوالی ذمہ داریوں اور واجبات کی ادائیگی سے دست کش ہو جائیں ان سے قتال کرنا واجب ہو جاتا ہے۔(مجموع الفتاوی۔540/28)

**امام شوکانیؒ فرماتے ہیں:** ان لوگوں کے بارے میں جو اپنے فیصلے طاغوتی احکام کے پاس لے جاتے

ہیں کہتے ہیں اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ لوگ اللہ اور اسکی شریعت کے منکر ہیں وہ شریعت جس کی اتباع کا حکم اللہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی دیا ہے۔

بلکہ یہ لوگ آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک تمام آسمانی شریعتوں کے منکر ہیں ان کے خلاف جہاد لازم ہوگیا ہے جب تک کہ یہ اسلام کے احکام قبول نہ کریں اوران پر یقین نہ کرلیں اوراپنے باہمی معاملات کے تصفیے شریعت مطہرہ کے مطابق نہ کریں اور ان تمام شیطانی طاغوتی امور کو چھوڑ نہ دیں جن میں یہ ملوث ہیں۔(الدواء العاجل ۔ص34)

## اولیاءالطاغوت (طاغوت کے ساتھی) کون ہیں؟

قرآن مجید نے صرف طاغوت ہی نہیں ''اولیاء الطاغوت'' کا بھی ذکر کیا ہے۔ کیونکہ طاغوت کو جب تک طاغوتی منصب پر فائز نہ کیا جائے وہ ربّ بن ہی نہیں سکتا۔ نہ ہی وہ اپنے لاؤلشکر اور حمایتیوں کے بغیر لوگوں پر اپنا قانون نافذ کرسکتا ہے۔ چنانچہ وہ تمام ادارے اور محکمے نیز ان میں کام کرنے والے افراد جو ملک میں طاغوت کے قوانین کا نفاذ کرتے ہوں اور اس کے تحفظ کے ذمہ دار ہوں' سب اولیاء الطاغوت (طاغوت کے ساتھ' مددگار اور رُفقاء) کے زُمرے میں آتے ہیں۔ جیسے فوج' پولیس' رینجرز' فضائیہ، بحریہ، اور عدالتوں کے وکلاء وغیرہ۔ اور جو لوگ طاغوت کی اطاعت پر راضی ہوں یا اس سے کفر کرنے پر آمادہ نہ ہوں وہ **''عبادالطاغوت''** (طاغوت کے بندے/ پُجاری) ہیں۔ دین اللہ کے لیے خالص نہیں ہوسکتا جب تک کہ طاغوت' اولیاء الطاغوت اور عبادالطاغوت تینوں سے صاف صاف کفر اور دشمنی کا اعلان نہ کر دیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ إِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللهِ وَحْدَهُ (الممتحنة : ۴)**

''تم لوگوں کے لیے ابراہیم اوراس کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں، ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت ہوگئی اور بیر پڑ گیا جب تک کہ تم ایک اللہ پر

ایمان نہ لے آؤ۔''

طاغوت کی ہمنوائی بلکہ حمایت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ملکی انتخابات کی جاہلی رسم میں شرکت کی جائے اور ووٹ ڈالے جائیں اور ڈلوائے جائیں .......اس بات سے بے نیاز اور بے پرواہ ہوکر ملک کا آئین/ دستور منتخب ممبران اسمبلی کو آزادانہ قانون سازی کے کیا کیا خدائی اختیارات عطا کرتا ہے' اور یہ ارکان پارلیمنٹ بعد میں اللہ کے حقِ حاکمیت میں کس کس طرح ڈاکہ نہ ڈالیں گے۔!

طاغوت کے انتخاب کی صورت میں باطل کی یہ ہمنوائی تو بہت بڑی بات ہے اللہ نے تو ظالمین کی جانب تھوڑے سے جھکاؤ اور میلان کی وجہ سے جہنم کی وعید سنائی ہے:

وَلَا تَرْكَنُوا اِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (هود : ۱۱۳)

''اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مائل نہ ہونا' نہیں تو تمہیں (دوزخ کی) آگ آ لپٹے گی۔''

## شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ سے اس جھکاؤ کی تفسیر بھی سن لیجئے:

''ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: (لَا تَرْكَنُوا) سے مراد ہے میلان بھی نہ رکھو۔ عکرمہؒ فرماتے ہیں مراد ہے کہ تم ان کی بات نہ مانو ان سے محبت اور لگاؤ نہ رکھو، نہ انہیں (مسلمانوں کے) امور سونپو' مثلاً کسی فاسق ' فاجر کو کوئی عہدہ سونپ دیا جائے۔ امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں۔''جو ظالموں کے ظلم کے لیے دوات بنائے یا قلم تراش دے یا انہیں کاغذ پکڑا دے وہ بھی اس آیت کی وعید میں آتا ہے۔''

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((اذا قال الرجل للمنافق سيد فقد اغضب ربه عز وجل)) (مستدرک حاکم)

''جب کسی شخص نے منافق کو سید کہا تو اس نے اپنے ربّ کو ناراض کیا'' جناب بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ''منافق کو صاحب تک بھی نہ کہو کیونکہ اگر وہ تمہارا صاحب ہے تو تم نے اپنے ربّ کو ناراض کرلیا۔ (مجموعة التوحيد :۱۱۸-۱۱۹)

اولیاء الطاغوت اور عباد الطاغوت سے کفر اور دشمنی کرنا اسی طرح فرض ہے جس طرح طاغوت سے کفر کرنا کیونکہ جو اللہ کے دشمن کا دوست ہے' وہ اللہ اور اس کے دوست کا دشمن ہے۔ ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ طاغوت سے کفر کی صورت یہ ہے کہ طاغوت کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھا جائے۔ اُس سے

بُغض وعداوت رکھتے ہوئے اُس سے اور اُس کے ساتھیوں اور پیروکاروں سے علیحدہ رہا جائے ۔اور ان سب سے برأت اور دشمنی کا اعلان قول اور عمل دونوں کے ساتھ کیا جائے ۔

اسلامی شریعت میں مشرکوں سے مخالفت فرض ہے ۔مگر طاغوت سے کفر و براءت (بیزاری) اسلام کا فرضِ اولین ہے ۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ کسی موحد کی طاغوت یا اُسکے ساتھیوں اور پیروکاروں کے ساتھ دوستی ہو ۔کیونکہ تحریک اسلامی کی ٹکر طاغوت سے ہونا ناگزیر ہے ۔اہل حق و باطل میں معرکہ عنقریب ہونے والا ہے لہٰذا اہل حق کا فرض ہے کہ اپنے ہتھیاروں سے لیس ہوں اور دشمنان دین کے خلاف اللہ سے مدد و استقامت طلب کریں دشمن مرتدین کی شکل میں سامنے ہے اور ان کی پشت پر یہود نصاری اور لادین طبقات ہیں جنہوں نے خود کو علم و عمل سے مسلح کر رکھا ہے اب مسلمانوں سے یہی التجا ہے کہ مسلمان بھائیو، بیٹو، جوانو، موت کی طرف بڑھو زندگی خود بخود تمہارے قدم چومے گی ۔

اللہ جل جلالہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توحید خالص کو سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور اسے لوگوں میں عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ (آمین)

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان